آئی ٹی کہانی

بوڑھا طالب علم

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

فضل بابا آہستہ آہستہ لنگڑاتے ہوئے کھیتوں کے درمیان میں بنی پگ ڈنڈی سے گزر رہے تھی۔ ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ آگے بڑھ رہے تھی۔ فضل بابا کی کمر جھکی ہوئی تھی مگر ان کی آنکھوں میں ایک محنت کش کسان کی جھلک تھی۔ ان کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ انہوں نے زندگی بھر سخت محنت مشقت کر کے روزی کمائی ہے اور اپنا پیٹ بھرا ہی۔

فضل بابا اس گائوں میں ہی رہتے تھے جس کا نام” آباد پور“ تھا۔ آباد پور میں فضل بابا کے بڑے اور بزرگ صدیوں سے آباد تھی۔ ان کی ہڈیاں اس کی زمین میں دفن تھیں۔ ویسے تو فضل بابا کو” آباد پور“ سے بہت پیار تھا۔ آخر یہ ان کی مٹی تھی ان کی ماں تھی... اس گائوں کے درخت دریا، پہاڑ، کھیت کھلیان سبھی انہیں پسند تھے مگر کبھی کبھار فضل بابا کا جی چاہتا تھا کہ ان کا گائوں بھی ترقی کری۔ کچھ آگے بڑھے اور اس گائوں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر کے شہر جائیں اور ترقی یافتہ دنیا کو دیکھیں۔ جب کبھی فضل بابا اپنے ساتھیوں سے اپنے دل کی بات کہتے تو وہ سب ناراض ہو جاتی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر اس گائوں میں دوسری قوموں اور برادریوں کے لوگ آگئے تو ان کے گائوں کا سکون غارت ہو جائے گا۔ اس کا امن و چین ختم ہو جائے گا۔ مگر فضل بابا کی دلی خواہش تھی کہ آباد پور ترقی کری، آگے بڑھے اور اس سر زمین میں بھی خوشحالی کا انقلاب آئی۔

ابھی فضل بابا کچھ ہی دور گئے تھے کہ انہوں نے ایک کار آتی دیکھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک عورت بیٹھی r تھی جس کی آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی، وہ شکل سے مہذب اور تعلیم یافتہ لگ رہی تھی اس کے ساتھ ایک مرد بیٹھا تھا اور پچھلی سیٹ پر بھی ایک عورت اور ایک مرد بیٹھے تھی۔ اس عورت کو دیکھ کر فضل بابا رک گئے اور سوالیہ نظروں سے کار کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ کون لوگ ہوسکتے ہیں۔”بابا! السلام علیکم۔“ عورت کار سے سر باہر نکال کر کہا تو فضل بابا نے شفقت بھرے لہجے میں اس کے سلام کا جواب دیا۔ انہیں اس عورت کا سلام کرنے کا انداز پسند آیا تھا۔

بابا! یہ آباد پور ہے نا؟ آپ یہیں رہتے ہیں؟“ عورت نے ایک ساتھ دو سوال کر ڈالی۔”

ہاں یہ آباد پور ہے اور میں یہیں رہتا ہوں۔ مجھے اس گائون کے لوگ فضل بابا کہتے ہیں۔“ فضل بابا نے پیار سے کہا ” ‘ پھر انہوں نے سوال کیا ”مگر تم کون ہو بیٹا؟ کس کے گھر آئی ہو؟ کس کی مہمان ہو؟

فضل بابا! میں شہر سے آئی ہوں... رہی بات کس کے گھر کی تو میں آباد پور آئی ہوں... اس کے ہر گھر کی مہمان ” ہوں۔“

ہاں... تم نے اچھی بات کہی۔“ فضل بابا نے کہا۔ ”اس گائوں میں آنے والا مہمان پورے گائوں کا مہمان ہوتا ہی۔ اس ” کے لئے اس گائوں کے ہر گھر کا دروازہ کھلا ہوتا ہی۔ تم آئو میرے ساتھ!“ یہ کہہ کر فضل بابا آگے بڑھ گئے اورخاتون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے پیچھے چل دیں۔ ”بابا! شہر میں ہماری ایک این جی او ہی...“ چلتے چلتے خاتون نے کہا تو فضل باباحیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔ خاتون ان کی بات کا مطلب سمجھ گئیں اور مسکرا کر بولیں:

ہمارا ایک دفتر ہے جو غریب کی مدد کرتا ہے اور غریب گائوں دیہات میں بچوں کے لئے اسکول قائم کرتا ہے اور ” انہیں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دیتا ہی۔“ اس کے بعدخاتون نے فضل بابا کو مختصر لفظوں میں کمپیوٹر کی تعلیم اور آئی ٹی کے بارے میں بتایا۔ فضل بابا کچھ سمجھے اور کچھ نہیں سمجھے مگر وہ سر ہلاتے رہی۔ ان کا دل کہہ رہا تھا کہ ضرور یہ کوئی اچھی تعلیم ہے اور یہ لوگ اچھے لوگ ہیں جن کی کوشش سے آباد پور کی قسمت بدل سکتی ہی۔ وہ زندگی بھر تعلیم سے محروم رہے مگر ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کے بچے اور اس گائوں کے جوان تعلیم ضرور حاصل کریں۔

مگر تم یہاں کیوں آئی ہو بی بی؟‘‘ کچھ دیر بعد فضل بابا نے سوال کیا۔’’

میں ایک سروے کرنے آئی ہوں۔‘‘ خاتون نے کہا۔ ’’میرا مطلب یہ ہے کہ میں یہ جائزہ لینے آئی ہوں کہ اس گائوں میں ’’ کتنے بچے ہیں جنہیں اسکول جانا چاہیے ان کے لئے کتنے اسکولوں کی ضرورت ہی... ان کے لئے کتنے کمپیوٹرز کی ضرورت ہوگی۔‘‘

یہ معلوم کر کے تم کیا کرو گی؟‘‘ فضل بابا نے سوال کیا۔’’

اس کے بعد ہم آباد پور میں اسکول کھولیں‌گی۔ کمپیوٹر سینٹر قائم کریں گے اور اس گائوں کے بچوں کو تعلیم بھی دیں ’’ گے اور ان کی تربیت بھی کریں گی۔‘‘

اس میں تو بہت رقم خرچ ہوگی... تمہارے پاس...‘‘ کہتے کہتے فضل بابا رک گئی۔’’

ہاں بابا، رقم تو بہت خرچ ہوگی۔‘‘ خاتون نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا‘‘ مگر اس کا انتظام بھی اللہ کر دے گا۔ اس نے ’’ دنیا میں انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں سے محبت کرے ان سے پیار کرے ان کے لئے قربانیاں دے ان کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کری... بس ہم بھی وہی کرنے آتے ہیں۔‘‘

یہ تو بڑی نیکی ہے بی بی! اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر ضرور دے گا۔‘‘ فضل بابا نے کہا۔’’

تو ٹھیک ہے آپ ہماری مدد کریں۔ ہمیں آباد پور دکھائیں اس کے لوگوں سے ملوائیں‘‘۔ خاتون نے کہا‘‘ ہم کوشش کریں ’’ گے کہ یہ گائوں ترقی کرے خوشحال ہو اس کے بچے تعلیم حاصل کریں۔ غرض خاتون نے آباد پور کا تفصیلی سروے کیا۔ انہوں نے حکومتی عہدے داروں کو آباد پور کے بارے میں خط لکھے اور اس کی حالت پر توجہ دلائی۔ اس پر کئی سرکاری عہدے داروں نے آباد پور کے دورے کیے مگر کوئی عملی کام نہیں ہوسکا۔اس سلسے میں اُنہوں نے خود جا کر سرکاری عہدے دا روں سے ملاقاتیں کیں اور کئی وزارتوں کے چکر بھی لگائے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جلد ہی حکومت نے اُن کو آباد پور میں کام کرنے کی تحریری اجازت دے دی مگر کسی بھی قسم کی مالی امداد سے معذرت کر لی۔ ویسے بھی اِن کا اِدارا کسی مالی امداد کا طالب نہیں تھا بلکہ صرف حکومت سے آباد پور میں کام کرنے کی اجازت چاہتا تھا۔ کچھ ہی عرصے بعد آباد پور میں کام کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔ پہلے اسکول کی تعمیر کے لئے حکومت سے زمین حاصل کی گئی۔ اس کے بعد اِدارے نے خود ہی اس پر اسکول تعمیر کرایا جس کے لئے تمام ضروری فنڈز خود فراہم کیے۔ اسکول کی تعمیر شروع ہوئی ہی تھی کہ آباد پور کے بچوں نے اسکول میں داخلے کے لئے آنا شروع کر دیا۔ وہ بچے اور ان کے والدین اس قدر پرجوش تھے کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکول کی زیر تعمیر عمارت میں ہی پڑھنا شروع کر دیں۔ اس میں سب سے بڑا کردار فضل بابا نے ادا کیا تھا۔ آخر اسکول کی عمارت تعمیر ہوگئی اور اس میں کلاسوں کا آغاز بھی ہوگیا۔اِدارے نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فوری طور پر کمپیوٹر سینٹر کی عمارت کی تعمیر بھی شروع کرا دی۔ سینٹر کے قائم ہوتے ہی اس میں کمپیوٹرز بھی لگا دیے گئے اور آخر وہ دن بھی آگیا جب اس کمپیوٹر سینٹر اور اسکول کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا۔ آباد پور والے اس وقت حیران رہ گئے۔ جب انہوں نے اس تقریب کے مہمان خصوسی کو دیکھا۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ انہی گائوں کے فضل بابا تھی۔ فضل بابا ایک تو طویل عرصے سے اس گائوں میں تعلیمی انقلاب کے خواہشمند تھے اور دوسری بات یہ تھی کہ یہ ساری انہی کی کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ گائوں کے بچے اس اسکول اور کمپیوٹرسینٹر کی طرف راغب ہوئی۔ انہوں نے گھر گھر جا کر آباد پور کے لوگوں کو سمجھایا تھا۔ بچوں کو تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ کیا تھا اور ان کے والدین کو اس بات کے لئے تیار کیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اس جدید دور میں گمنامی کے غار میں نہ دھکیلیں بلکہ علم کی روشنی میں لائیں۔

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ فضل بابا اس اسکول میں آباد پور کے دوسرے بچوں کے ساتھ نہ صرف تعلیم حاصل کر رہے ہیں بلکہ کمپیوٹر سینٹر میں کمپیوٹر کی تربیت بھی حاصل کر رہے ہیں۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر جذبہ سچا ہو تو انسان کو اس کی منزل ضرور ملتی ہی۔

****